۴ نثار میں تری گلیوں کے۔۔۔

اس نظم کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مختلف سمعی ذرائع سے کہانی، نظم، واقعہ، تحریر، اعلان، خطبہ، گفت گو، خبر، ڈراما، ہدایت، اور فیچر سن کر کلام کے اہم نکات، تراکیب، جملے، مصرعے یا اشعار برمحل اور برجستہ استعمال کر سکیں۔
- عالمی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کا پاکستانی ادب (اردو) سے موازنہ کر سکیں۔
- منظوم یا منثور کسی بھی دو اصناف ادب یا اقتباسات کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے تبصرہ کر سکیں۔ (اصناف، موضوعات، پیش کش، ادبی محاسن، مصنف کا نقطہ نظر، زبان و بیان کا انتخاب اور قارئین پر اثرات کے لحاظ سے)
- مختلف تحاریر (منظوم) پڑھ کر ان میں سے عالمی مسائل کی نشان دہی کرتے ہوئے ان کے حل کے لیے اپنی تجاویز پیش کر سکیں۔
- کسی بھی نظم کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ اس کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے تنقید و تبصرہ کر سکیں۔
- کسی بھی نظم یا نثر کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔
- نظم بہ لحاظ موضوع (مثنوی، ہجو، قصیدہ، منقبت) کی شناخت کر سکیں۔
- تشبیہات کو نظم و نثر کے ربط و تسلسل اور تاثر سے شناخت کرتے ہوئے اس کا برمحل استعمال کر سکیں۔

خاص	اہلِ جُنوں	اہلِ ہَوَس	بَست وکُشاد	طالعِ رَقیب	دَستِ بَہانہ جُو
الفاظ	سَنگ و خِشت	مُقَیَّد	سَگ	روزنِ زِنداں	طَواف

ہدایات برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو عالمی ادب سے اردو تراجم (منظوم/منثور) سے روشناس کرائیں تاکہ طلبہ مختلف شعرا اور ادبا کی تخلیقات کا موازنہ اپنے شعری ادب سے کرنے کے قابل ہو سکیں۔

پڑھیں

انسانی حقوق کے حوالے سے کن کن پاکستانی شاعروں نے آواز اٹھائی؟

نثار میں تری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا ،طواف کو نکلے
نظر چُرا کے چلے، جسم و جاں بچا کے چلے

ہے اہلِ دل کے لیے اب یہ نظمِ بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

بہت ہے ظلم کے دستِ بہانہ جو کے لیے
جو چند اہلِ جنوں تیرے نام لیوا ہیں
بنے ہیں اہلِ ہوس، مدعی بھی، منصف بھی
کسے وکیل کریں، کس سے منصفی چاہیں

مگر گزارنے والوں کے دن گزرتے ہیں
ترے فراق میں یوں صبح و شام کرتے ہیں

بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی
چمک اٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر ترے رخ پر بکھر گئی ہوگی

غرض تصورِ شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفتِ سایۂ دیوار و در میں جیتے ہیں

یونہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ اُن کی رسم نئی ہے، نہ اپنی ریت نئی
یوں ہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ اُن کی ہار نئی ہے، نہ اپنی جیت نئی

اسی سبب سے فلک کا گلہ نہیں کرتے
ترے فراق میں ہم دل بُرا نہیں کرتے

گر آج تجھ سے جُدا ہیں تو کل بہم ہوں گے
یہ رات بھر کی جُدائی تو کوئی بات نہیں
گر آج اَوج پہ ہے طالعِ رقیب تو کیا
یہ چار دن کی خدائی تو کوئی بات نہیں

جو تجھ سے عہدِ وفا اُستوار رکھتے ہیں
علاجِ گردشِ لیل و نہار رکھتے ہیں

(دستِ صبا)

فیض احمد فیضؔ (۱۹۱۲ء-۱۹۸۴ء)

فیض احمد نام اور فیضؔ تخلص تھا۔ سلطان محمد خان بیرسٹر کے بیٹے تھے۔ تاریخ پیدائش ۱۹۱۱ء یا ۱۹۱۲ء تھی۔ بی اے مرے کالج سیالکوٹ سے اور ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور سے پاس کیا۔ اور نٹیل کالج لاہور سے عربی میں ایم اے کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۴ء سے ۱۹۴۰ء تک ایم۔اے۔او کالج امرتسر اور ہیلی کالج لاہور میں لیکچرار رہے۔ ۱۹۴۲ء میں فوج کی ملازمت اختیار کی جو پانچ سال تک رہی۔ بعد میں لاہور آ کر ۱۹۴۷ء میں ''پاکستان ٹائمز'' اور ۱۹۴۸ء میں روزنامہ ''اِمروز'' کے چیف ایڈیٹر رہے۔ جنوری ۱۹۵۳ء میں آپ کو راول پنڈی سازش کیس میں پانچ سال کی قید ہوئی۔ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء میں بھی کچھ عرصہ نظر بند رہے۔ فیضؔ اعلیٰ پائے کے شاعر، نقاد اور صحافی تھے۔ ان کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ''میزان'' کے نام سے شائع ہوا۔ ''نقشِ فریادی''، ''دستِ صبا''، ''دستِ تہ سنگ''، ''زندان نامہ'' اور دیگر ان کے شعری مجموعے ہیں۔ فیض کے یہاں رُومان اور ترقی پسندانہ نظریات کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ شعرا میں فیض احمد فیضؔ کا مقام بہت بُلند اور منفرد ہے۔ انھوں نے رومانوی شاعر کو ایک نئی جہت عطا کی۔ انھوں نے زندگی کے تلخ اور کڑے حقائق سے پردہ پوشی نہیں کی بلکہ انھیں بھی رومان پرور بنا دیا ہے۔ یہ اپنی شاعری میں ذاتی دُکھوں کے علاوہ عالمی انسانی مسئلوں کو بھی زیرِ بحث لاتے ہیں۔ فیض احمد فیضؔ نے ۱۹۸۴ء میں وفات پائی۔ اُن کے کلیات ''نسخہ ہائے وفا'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

مشق

موضوع کے لحاظ سے نظم کی اقسام:

مثنوی:

عربی لفظ ''مثنیٰ'' سے ماخوذ ہے جس کے معانی دو کے ہیں۔ اصطلاحِ شاعری میں ایسی صنفِ سخن اور مسلسل نظم جس کے ہر شعر میں دو مصرعے ہم قافیہ ہوں اور ہر دوسرے شعر میں قافیہ تبدیل ہو جائے۔ لیکن ساری مثنوی ایک ہی بحر میں ہوتی ہے۔ مثنوی ایک طویل نظم ہوتی ہے جس میں کوئی ایک داستان ''قصہ در قصہ'' بیان کی جاتی ہے اور مذہبی، اخلاقی، رومانوی، تاریخی موضوعات پر لکھی جاتی ہے۔ مثنوی کے لیے چند بحریں مخصوص ہیں اور اس میں اشعار کی تعداد پر کوئی قدغن نہیں۔ کئی کئی سو بلکہ کئی ہزار اشعار پر مشتمل بھی ایک مثنوی ہو سکتی ہے۔

ہجو: نظم یا شاعری کی صورت میں بُرا کہنا۔ ایسا کلام یا ایسی نظم (ہیئت کوئی بھی ہو سکتی ہے) جس میں کسی کی مخالفت میں اس کا مذاق اُڑایا جائے تضحیک آمیز طنز کیا جائے، اُسے ہجو کہتے ہیں۔

۱۔ منقبت، قصیدہ اور ہجو کے دو اشعار لکھیں۔

۲۔ درج ذیل کثیر الانتخابی سوالات کے جواب دیں:

(i) ایسی نظم کو کیا کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی واحدانیت، یکتائی اور صفات کا ذکر ہو؟

الف۔ منقبت   ب۔ حمد   ج۔ نعت   د۔ شہر آشوب

(ii) قصیدہ کس زبان کے لفظ قصد سے ماخوذ ہے؟

الف۔ فارسی   ب۔ ترکی   ج۔ عربی   د۔ فرانسیسی

(iii) کسی مُردے کے لیے رونا اور اُس کی خوبیاں بیان کرنا، ادبی اصطلاح میں کس نظم کا موضوع ہوتا ہے؟

الف۔ قصیدہ   ب۔ مرثیہ   ج۔ مناجات   د۔ ہجو

(iv) تشبیب، گریز درج ذیل میں سے کس نظم کے اہم اجزا ہیں؟

الف۔ منقبت   ب۔ ہجو   ج۔ قصیدہ   د۔ مرثیہ

(v) کس نظم میں کسی کا مذاق اُڑایا یا طنز کا نشانہ بنایا جاتا ہے؟

الف۔ قصیدہ   ب۔ شہر آشوب   ج۔ مرثیہ   د۔ ہجو

(vi) درج ذیل میں سے کس نظم کے ہر شعر کا قافیہ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے؟

الف۔ مثنوی   ب۔ ملی نغمہ   ج۔ منقبت   د۔ قصیدہ

(vii) ''مثنیٰ'' کا مطلب ہے:

الف۔ دو   ب۔ تین   ج۔ چار   د۔ پانچ

(viii) درج ذیل میں سے کس نظم میں کوئی داستان ''قصہ در قصہ'' بیان کی جاتی ہے؟

الف۔ مثنوی   ب۔ قصیدہ   ج۔ منقبت   د۔ ملی نغمہ

۳۔ یوٹیوب چینل سے فیض احمد فیض کی اپنی آواز میں دست یاب شاملِ نصاب نظم سُن کر کلام کے اہم نکات، تراکیب، مصرعے یا اشعار بر محل اور برجستہ استعمال کریں۔

۴۔ اہلِ پاکستان نے اہلِ عرب بالخصوص اہلِ فلسطین کے ساتھ ہمیشہ بے لوث اور والہانہ محبت و عقیدت کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ دینِ اسلام کا مضبوط رشتہ ہے جس سے مسلم اقوام صدیوں سے باہم بندھی ہوئی ہیں۔ فلسطین کی جدوجہدِ آزادی کی حمایت پاکستان نے ہر دور میں جاری رکھی کیوں کہ فلسطینیوں کا حق خود ارادیت دنیا کے تمام انسانوں کی طرح اُن کا بنیادی حق ہے۔ یہ بات اپنی جگہ مسلمہ ہے کہ ادب اپنے معاشرے اور سماج کا آئینہ دار اور عکاس ہوتا ہے۔ معاشرے کے باسیوں اور لوگوں کے خیالات و جذبات، امنگوں، خواہشات، محرومیوں اور مسرتوں کا ترجمان اور نمائندہ ہوتا ہے۔ ذیل میں امجد اسلام امجدؔ کی فلسطین کے مشہور شاعر محمودؔ درویش کی ترجمہ شدہ نظم ''چہرۂ محبوب کی تحریر'' کا ایک اقتباس دیا جا رہا ہے۔ عالمی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے اس کا پاکستانی ادب (اردو) سے موازنہ کریں کہ کس طرح اور کس حد تک فیض احمد فیضؔ جیسے شعرا نے پاکستان میں مزاحمتی ادب کو پروان چڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

یہ زمیں اک جسم ہے اور آنکھ ہے میرا وطن
بچپنے سے میری پیشانی پہ اک خنجر کا زخم تیز ہے
اور آج بھی میں
تیری یادوں کے جلو میں جاگتا ہوں
یوں گماں ہوتا ہے جیسے آنے والی ساری خوشیوں کا مکاں

موت کی پرلی طرف ہے
اور اس جانب ہے تُو
اے شہِ حسن جمال
آشیاں گم کردہ اور نادم پرندے کی طرح
ٹکٹکی باندھے ہوئے مبہوت بچے کی طرح
دیکھتا ہوں جب بھی میں چہرہ ترا
یاد آتا ہے مجھے وہ عرصۂ کرب وبلا
اور حبشہ
اور اذیت سے پھڑکتا بچپنا
پھر میں نبیّوں کے نقوشِ پا کے نقشے
اور اک ایسی مسافت کی کہانی
پڑھتا ہوں جس میں ہزیمت، شادکامی اور ذلت
ایک دوجے کے جلو میں درج ہیں
یوں گماں ہوتا ہے جیسے یہ زمیں
محوِ طرب ہے آسماں کی ریت پر
جی میں آتا ہے کہ جڑ سے نوچ کر
پھینک دوں میں شام کے اس جھٹپٹے کو ناگہاں
اس سمندر اور اُن اُونچے محلوں سے پرے
جن میں ہیں بے فیض اور محکوم موسم حکمراں

(مترجم: امجد اسلام امجدؔ)

۵۔ محمودؔ درویش کی درج بالا نظم اور فیض احمد فیضؔ کی شاملِ نصاب نظم "نثار میں تری گلیوں کے" کے درمیان (اصناف، موضوعات، پیش کش، ادبی محاسن، مصنف کا نقطہ نظر، زبان و بیان کا انتخاب اور قارئین پر اثرات کے لحاظ سے) موازنہ کرتے ہوئے تبصرہ کریں۔

۶۔ فلسطینی شاعر محمودؔ درویش کی درج شدہ نظم "چہرۂ محبوب کی تحریر" پڑھ کر موجودہ دور کے اہم ترین "مسئلہ فلسطین" کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے۔ آپ "مسئلہ فلسطین" کی نشان دہی کرتے ہوئے اس کے حل کی تجاویز پیش کریں اور اپنے استاد محترم/استانی صاحبہ کو چیک کرا کے کسی اخبار میں شائع ہونے کے لیے ارسال کر دیں۔

۷۔ فیض احمد فیض کی شاملِ نصاب نظم کو پڑھ کر حوالوں کے ساتھ درجِ ذیل اشعار کی تشریح کرتے ہوئے تنقید و تبصرہ کریں:

یوں ہی ہمیشہ الجھتی رہی ہے ظلم سے خلق
نہ اُن کی رسم نئی ہے، نہ اپنی ریت نئی
یوں ہی ہمیشہ کھلائے ہیں ہم نے آگ میں پھول
نہ اُن کی ہار نئی ہے، نہ اپنی جیت نئی
اسی سبب سے فلک کا گلہ نہیں کرتے
ترے فراق میں ہم دل بُرا نہیں کرتے

۸۔ نظم ''نثار میں تری گلیوں'' کو پڑھ کر اس کے اہم نکات کا خلاصہ لکھ سکیں۔

تشابہات کی نظم و نثر میں شناخت اور برمحل استعمال

''تشابہ'' کے لغوی معانی ہیں کہ اس کے مختلف حصے ایک دوسرے کی مانند ہوں۔ اسی وجہ سے ایسے جملے جن کے معانی پیچیدہ ہوتے ہیں اور جن کے متعلق مختلف نقطۂ نظر یا احتمال کا اظہار کیا جاسکتا ہے، ان کو تشابہ کہتے ہیں۔ اردو زبان میں بے شمار الفاظ ایسے ہیں جن کا املا ایک ہے لیکن معانی میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مزید یہ کہ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کا املا ایک ہے مگر اعراب اور معانی مختلف ہیں۔ ان کے علاوہ ہم صوت یعنی ہم آواز الفاظ بھی ہوتے ہیں۔ الغرض ایسے الفاظ جن کی ظاہری شکل ملتی ہو لیکن وہ املا، معانی اور اعراب میں مختلف ہوں، تشابہ الفاظ کہلاتے ہیں۔

تشابہات ایسے کلام کو بھی کہتے ہیں جس سے کئی ایک دوسرے سے ملتے جلتے مطلب نکلتے ہوں اور ان کے درمیان تمیز کرنا مشکل ہو جائے۔ ایسے الفاظ کی تفہیم میں فرق کرنا کسی قدر دشوار ہو جاتا ہے

۹۔ درجِ ذیل اشعار میں آنے والے تشابہات کو کلام کے ربط و تسلسل اور تاثر سے شناخت کریں اور پھر ان کا برمحل استعمال کرتے ہوئے جملے تحریر کریں:

(i) زنداں میں بھی شورش نہ گئی اپنے جنوں کی
اب سنگ مداوا ہے اس آشفتہ سری کا
(میر تقی میرؔ)

(ii) نہ گورِ سکندر ، نہ ہے قبرِ دارا
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
(حیدر علی آتش)

(iii) غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے
(حیدر علی آتشؔ)

(iv) جلتے ہیں جبریلؑ کے پر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تم ہی تو ہو

(ظفر علی خان)

(v) کیوں سنے عرضِ مضطرب مومنؔ
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

(مومن خان مومنؔ)

(vi) مہروفا و لطف و عنایت ایک سے واقف ان میں نہیں
اور تو سب کچھ طنزوکنایہ، رمزواشارہ جانے ہے

(میر تقی میرؔ)

۱۰۔ منقبت، قصیدہ، ہجو اور مثنوی کی تعریف مع تین تین اشعار پر مشتمل ہر ایک کی ایک مثال لکھیں تاکہ ان کی شناخت واضح ہو سکے۔

سرگرمی

فلسطینی شعرا کی نظموں کے ترجمے پر مشتمل امجد اسلام امجد کا شعری مجموعہ "عکس" کالج کی لائبریری سے جاری کرائیں اور ان منظومات کا مطالعہ کرتے ہوئے تمام طلبہ باہم گفت گو کریں کہ کس طرح شعرا کی تخلیقات اپنے گرد و پیش اور ماحول کی نمائندگی کرتی ہیں۔ جہاں مشکل پیش آئے اپنے استاد محترم/استانی صاحبہ سے رہ نمائی لیں۔